۱۵؍ اگست ۱۹۱۳ء

خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کی آیات ۲۲۔ ۲۳ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

انسان کی فطرت میں اللہ نے ایک عجیب صفت رکھی ہے کہ جس وقت کوئی شخص اس سے نیکی کرتا ہے تو نیکی کرنے والے کی محبت اس کے دل میں ضرور ہو جاتی ہے۔ یہ بات انسان تو کیا' درندوں اور پرندوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ میں نے باز کو دیکھا ہے کہ وہ میرباز کے ہاتھ سے اڑ کر اتنی دور تک اوپر چلا جاتا ہے جہاں کسی بادشاہ' کسی وزیر' کسی حاکم کی دسترس نہیں ہو سکتی مگر وہ احسان کا گرویدہ ایسا ہوتا ہے کہ بلانے پر فوراً واپس چلا آتا ہے۔ جس وقت وہ شکار پر جھپٹتا ہے تو میں نے دیکھا ہے کہ اس کا پنجہ تو شکار پر ہوتا ہے مگر آنکھ مالک کی طرف ہوتی ہے کہ دیکھ میں نے کیسا کام کیا ہے۔

"بیا" کیا چھوٹا سا جانور ہے۔ جو لوگ ان کو سدھاتے ہیں' ان سے احسان کرتے ہیں' ان کے ایسے مطیع فرمان ہوتے ہیں کہ وہ دونی کنوئیں میں پھینکتے ہیں تو رستہ میں ہی سے جھپٹ کر واپس لے آتے ہیں۔ توپ کی آواز کیسی شدید ہوتی ہے۔ میں نے طوطے کو توپ چلاتے دیکھا ہے۔ چیتے اور شیر کو دیکھا ہے کہ وہ مالک کی آنکھ کے اشارے پر چلتے ہیں۔ سرکس میں تم لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ جانور کس طرح

اپنے مالک کے حکم کے ماتحت چلتے ہیں۔ حالانکہ اس مالک نے نہ جان دی ہے' نہ وہ کھانے پینے کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ جب ایک معمولی احسان سے اس کی اس قدر اطاعت کی جاتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ انسان اپنے مولیٰ کریم پر فدا نہ ہو' جس نے اسے حیات بخشی' رزق دیا' پھر قیام کا بندوبست کیا۔ اس لئے فرمایا کہ منافقو! تم معمولی فائدہ کے اٹھانے کے لئے جہان کالحاظ کرتے ہو مگر کیوں اس سچے مربی کے فرمانبردار نہیں ہوتے جو تمام انعاموں کا سرچشمہ ہے؟ کم عقلو! اس نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہارے باپ دادا کو بھی پیدا کیا۔ پھر فرمانبرداری کرنے میں اللہ کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ تم ہی دکھوں سے بچو گے اور سکھ پاؤ گے۔ دیکھو اس نے تم پر کیسے کیسے احسان کئے ہیں۔ تمہارے لئے زمین بنائی جو کیسی اچھی آرامگاہ ہے۔ پھل پھول اور طرح طرح کی نباتات پیدا کرتی ہے جسے تم کھاتے ہو۔ پھر آسمان کو بنایا جیسے ایک خیمہ ہے۔ وہ زمین کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ پھر بادلوں سے پانی اتارا۔ اس سے رنگا رنگ کے پھل اگائے۔ یہ فضل ہوں اور پھر تم اس کا ند بناؤ' بڑے افسوس کی بات ہے۔

ند بنانا کیا ہے؟ سنو! یہ کہنا کہ دوست آگیا تھا' اس کی خاطر تواضع میں نماز رہ گئی۔ بچوں کے کپڑوں' بیوی کے زیوروں کی فکر تھی' نماز میں شامل نہ ہو سکا۔ رات کو ایک دوست سے باتیں کرتے کرتے دیر ہو گئی' اس لئے صبح کی نماز کا وقت نیند میں گزر گیا۔ غور کرو اس دوست یا اس شخص نے جس کے لئے تم نے خدا کے حکم کو ٹالا' ویسے احسان تمہارے ساتھ کئے ہیں جیسے خدا تعالیٰ نے تم سے کئے؟ اسی طرح آجکل مجھے خط آرہے ہیں کہ بارش ہو گئی ہے۔ تخم ریزی کا وقت ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو روزے پھر سرما میں رکھ لیں گے۔ یہ خدا تعالیٰ کے احکام کا استخفاف ہے۔ اس سے توبہ کرلو۔ یہ اپنے دنیاوی کاموں کو خدا کا ند بنانا ہے جو کفران نعمت ہے۔

اس کا سب سے بڑا انعام تم پر یہ ہے کہ قرآن ایسی کتاب دی۔ اگر تم کو یہ شک ہے کہ قرآن خدا کی کتاب نہیں ہے اور یہ بناوٹی ہے اور انسانی کلام ہے تو تم بھی کوئی ایسی کتاب لاؤ بلکہ اس کتاب کے ایک ٹکڑے جیسا ٹکڑا بنا کر دکھاؤ۔ ہمیں بھی بعض لوگوں نے کہا کہ یہ قرآن کو توڑ موڑ کر اپنے مطلب کا ترجمہ کرلیتا ہے۔ میں کہتا ہوں جیسا تمہارا سنانے والا ہے ایسا کوئی سنانے والا لاؤ۔ میں تمہیں کہتا ہوں جھوٹ نہ بولو۔ کیا تم کوئی ایسا مترجم لاسکتے ہو جو کہے کہ قرآن میں لکھا ہے کہ جھوٹ بولا کرو۔ میں کہتا ہوں بدمعاملگی چھوڑ دو تو کیا کوئی ایسا مترجم آئے گا جو کہے گا' بدمعاملگی کیا کرو؟ میں کہتا ہوں تم راستباز بنو۔ لڑائی چھوڑ دو۔ آپس کا فساد چھوڑ دو۔ تو کیا کوئی ایسا مترجم آئے گا جو کہے گا لڑائی کیا کرو؟ فساد مچایا کرو؟ غرض نہ تو قرآن جیسی کتاب بنا کر لاتے ہو اور نہ اس سے بہتر بنا سکتے ہو تو پھر ڈرو اور بچاؤ اپنے آپ کو

اس آگ سے جس کا ایندھن یہ شریر لوگ اور جس کے بھڑکنے کا موجب یہ معبودان باطل ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اعمال صالحہ کئے وہ باغوں میں ہوں گے۔ جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں۔ ایمان تو جنات کے رنگ میں متمثل ہو گا اور اعمال صالحہ اس کی نہریں ہیں۔ جو پاک تعلیم کے نیچے آتا ہے وہ ترقی کرتا ہے اور پاک آرام میں آتا ہے۔ ہر آن میں اسے یقین آتا ہے کہ کیا عظیم الشان اور کیا پاک اس کا کلام ہے۔

جس نے فسانہ عجائب لکھی ہے جہاں میں طب پڑھتا تھا وہ بھی پڑھتا تھا۔ میں نے اسے کہا فسانہ عجائب مجھے پڑھا دو۔ اس نے کہا اچھا۔ میں نے فسانہ عجائب آگے رکھ دیا اور اس نے سبق پڑھایا۔ اس میں ایک فقرہ یہ بھی آگیا کہ ادھر تو مولوی ظہور اللہ اور ملا مبین اور اُدھر قبلہ و کعبہ فلانے مجتہد صاحب۔ میں نے کہا کیا آپ سنی ہیں؟ اس نے کہا کیونکر؟ میں نے کہا اس ادھر اُدھر سے معلوم ہو گیا۔ حیران ہو کر کہنے لگا یہ نیا نکتہ تم نے بتایا۔

اس نے مجھ سے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی ملاقات کا ذکر کیا اور اس بات پر مجھے فخر ہے کہ شاہ صاحب کی باتیں مجھے ایک واسطے سے پہنچی ہیں۔ فرمایا قرآن پڑھو۔ حق ظاہر ہو گا۔ عرض کیا' عربی نہیں جانتا۔ فرمایا ہمارے بھائی رفیع الدین نے ترجمہ لفظی لکھ دیا۔ اگر کچھ شبہ ہو تو کسی مذہب کے عالم سے صرف اس لفظ کا ترجمہ پوچھ لو۔ پھر مذہب حقیقی کا پتہ لگ جائے گا۔ میں تو دور تک پہنچا۔ بس وہ سبق تو فسانہ عجائب کے دوسرے صفحہ تک رہ گیا اور ہمیں قرآن شریف کی بڑی محبت ہو گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ قرآن شریف میں دو باتیں مخالف و متضاد ہرگز نہیں۔ یعنی یہ نہیں کہ ایک جگہ کچھ کہتا ہو' دوسری جگہ کچھ ہو۔ میرے دوستو! قرآن مجید جیسی کوئی کتاب نہیں بلکہ اور کوئی کتاب ہی نہیں۔ اس کی اتباع کرو۔

خدا تعالیٰ تمہیں اپنی محبت بخشے۔ نیکیوں کی توفیق دے۔ قرآن مجید پر عمل کرو اور خاتمہ بالخیر۔

(الفضل جلد ا نمبر ۱۰---۲۰/ اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

☆-☆-☆-☆